# انڈین کمیونسٹ پارٹی کے
# وفد سے اسٹالن کی گفتگو

مترجم: سحر راحت

جاری کردہ: پاکستان مزدور کسان پارٹی

# انڈیا کی کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے نمائندوں، راؤ، ڈانگے، پنیاہ، اور گھوش سے جوزف اسٹالن کی گفتگو

## (9فروری 1951)

مترجم: سحر راحت

کامریڈ اسٹالن: آپ کے سوالات موصول ہو گئے ہیں۔ میں ان کا جواب دوں گا اور پھر اپنی کچھ سمجھ بوجھ کا اظہار کروں گا۔

شاید یہ عجیب معلوم ہو کہ ہم شام میں یہ گفتگو کر رہے ہیں۔ دن کے وقت ہم مصروف رہتے ہیں۔ ہم کام کر رہے ہیں. ہم شام 6 بجے کام سے فارغ ہوتے ہیں۔

ممکن ہے کہ یہ غیر معمولی معلوم ہو کہ ہم کافی حد تک بحث و مباحثے میں تفصیل سے گفتگو کریں گے، لیکن افسوس کہ اس کے بغیر ہم اپنے مشن کو پورا نہیں کر سکتے۔ مشورہ دے کر آپ کی پارٹی کو مدد فراہم کرنے کے لئے ہماری مرکزی کمیٹی نے ہمیں ذاتی طور پر آپ سے ملاقات کی ذمہ داری دی۔ ہم آپ کی پارٹی اور آپ کے لوگوں سے کم واقفیت رکھتے ہیں۔ ہم اس مشن کو بڑی سنجیدگی سے

دیکھ رہے ہیں۔

جیسے ہی ہم نے مشورہ دینے کی اپنی ذمہ داری قبول کی ویسے ہی ہم نے خود آپ کی پارٹی کے لئے اپنی اخلاقی ذمہ داری قبول کرلی، اس لیے ہم آپ کو ہلکے پھلکے مشورے نہیں دے سکتے۔ ہم آپ کے ساتھ مل کر اپنے آپ کو مواد سے واقف کرنا چاہتے ہیں اور پھر مشورے دینا چاہتے ہیں۔

آپ یہ سوچ سکتے ہیں کہ یہ عجیب بات ہے کہ ہم نے آپ کے سامنے سوالات کی ایک فہرست رکھ دی ہے اور یہ لگ بھگ تفتیش کی طرح لگتا ہے۔ ہمارے حالات ایسے ہیں کہ ہم دوسری صورت میں ایسا نہیں کر سکتے۔ دستاویزات میں پوری تصویر نہیں دی جاتی ہے اور اس لئے ہم اس طریقے کا سہارا لیتے ہیں۔ یہ کام کرنے کا ایک بہت ناخوشگوار طریقہ ہے لیکن اس کے بغیر مدد نہیں کی جاسکتی۔ حالات ہمیں مجبور کرتے ہیں۔ آیئے اس معاملے کے جوہر کو آگے بڑھائیں۔

آپ پوچھتے ہیں: ہندوستانی انقلاب کے بارے میں آپ کا اندازہ کیا ہے؟

ہم، روسی، اس انقلاب کو بنیادی طور پر زرعی انقلاب کے طور پر دیکھتے ہیں۔ یہ علامت ہے جاگیر دارانہ املاک کے خاتمے کی، کسانوں میں زمین کی تقسیم کی اور یہ زمین ان کی ذاتی ملکیت بن جانے کی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کسان طبقے کی نجی ملکیت کو تسلیم کرتے ہوئے جاگیر دارانہ نجی املاک کو ختم کرنا۔ اور جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس میں سے کوئی بھی سوشلسٹ نہیں ہے۔ ہم یہ نہیں سمجھتے کہ انڈیا سوشلسٹ انقلاب کے سامنے کھڑا ہے۔ یہ وہ چینی راستہ ہے جس کی بات ہر جگہ کی جاتی ہے، یعنی زرعی، جاگیر دار مخالف انقلاب، قومی سرمایہ دار طبقے کی ملکیت کو

قومیانے یا اس کی ضبطی کی کسی کوشش کے بغیر۔ یہ بورژوا جمہوری انقلاب یا عوامی جمہوری انقلاب کا پہلا مرحلہ ہے۔

عوامی جمہوری انقلاب جو چین میں ہونے سے پہلے یورپ کے مشرقی ممالک میں شروع ہوا، اس کے دو مراحل ہیں۔ پہلا مرحلہ -زرعی انقلاب یا زرعی اصلاحات ، آپ جو نام مناسب سمجھیں۔ یورپ میں عوامی جمہوریت کے یورپی ممالک جنگ کے بعد پہلے ہی سال میں اس مرحلے سے گزرے۔ چین اب اس پہلے مرحلے پر کھڑا ہے۔ انڈیا اس مرحلے پر آرہا ہے۔

عوامی جمہوری انقلاب کا دوسرا مرحلہ جس طرح مشرقی یورپ میں دکھائی دیتا ہے، اس امر پر مبنی ہے کہ زرعی انقلاب قومی سرمایہ دار طبقے کی بید خلی کی جانب منتقل ہورہا ہے۔ یہ سوشلسٹ انقلاب کی ابتداء ہے۔ یورپ کے سبھی عوامی جمہوری ممالک میں کارخانے، فیکٹریاں اور بینک قومیا لیے گئے ہیں اور انہیں ریاست کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ چین اب بھی اس دوسرے مرحلے سے بہت دور ہے۔ یہ مرحلہ انڈیا میں بھی بہت دور ہے یا انڈیا اس مرحلے سے بہت دور ہے۔

یہاں آپ انقلاب کی ترقی کے چینی راستے سے متعلق کومنفارم (کمیونسٹ انفارمیشن بیورو) کے اخبار کے اداریے کی بات کرتے ہیں۔ یہ اداریہ رانادیو کے ان مضامین اور تقاریر کے لئے ایک چیلنج تھا جنکا خیال تھا کہ ہندوستان سوشلسٹ انقلاب کی راہ پر کھڑا ہے۔

ہم، روسی کمیونسٹ سمجھتے تھے کہ یہ ایک بہت ہی خطرناک نکتۂ نظر ہے اور ہم نے

اس کے خلاف آگے کر اس بات کی نشاندہی کرنے کا فیصلہ کیا کہ ہندوستان چینی راستے پر ہے، یعنی عوامی جمہوری انقلاب کے پہلا مرحلے پر۔ آپ کے لئے اس بات کی متعلقہ اہمیت یہ ہے کہ جاگیر داروں کے خلاف کسانوں اورامیر کسانوں کی بغاوت کے لیے انقلابی محاذ تعمیر کیا جائے، تمام کسانوں کی بغاوت منظم کی جائے تاکہ جاگیر دار اپنے آپ کو الگ تھلگ محسوس کریں۔

ایک عوامی بغاوت اتنی ہی ضروری ہے جتنی کہ انگریز سامراج کے خلاف قومی سرمایہ داروں کی ترقی پسند پرتوں کی بغاوت تاکہ انگریز سامراج کے ساتھ قومی سرمایہ دار کے اتحاد کو تنہا کیا جا سکے۔ آپ کے مابین یہ نظریہ عام ہے کہ تمام سامراجیوں کو، انگریزوں اور امریکیوں کو، ایک ہی جھٹکے میں تمام سامراجیوں کو، ملک بدر کر دینے کی ضرورت ہے۔ ایسا محاذ بنانا ناممکن ہے۔لازمی طور پر کل قومی محاذ کی تیز دھار کا رخ یقیناانگریز سامراج کے خلاف ہے۔

امریکیوں سمیت دوسرے سامراجیوں کو یہ سوچنے دیں کہ آپ کو ان کی فکر نہیں ہے۔ یہ ضروری ہے تاکہ آپ کے اقدامات تمام سامراجیوں کو آپ کے خلاف متحد نہ کریں، اور اس کے لیے آپ کو ان کے درمیان نفاق پیدا کرنا ہو گا۔ اب، اگر امریکی سامراج خود ہی لڑائی کے میدان میں اترنا چاہے تب ہندوستان کے متحدہ قومی محاذ کو اس کے خلاف کاروائی کرنے کی ضرورت ہو گی۔

گھوش: میں سمجھ نہیں سکا کہ صرف برطانوی سامراج کے خلاف کیوں جبکہ اس وقت پوری دنیا امریکی سامراج کے خلاف جدوجہد میں ہے جسے جمہوریت مخالف

کیمپ کا سربراہ سمجھا جاتا ہے؟

کامریڈ اسٹالن: یہ بہت آسان ہے۔ متحدہ قومی محاذ انگلینڈ کے خلاف ہے، انگلینڈ سے قومی آزادی کے لئے ہے، نہ کہ امریکہ سے۔ یہ آپ کی قومی خاصیت ہے۔ ہندوستان کس سے نیم آزاد ہوا؟ انگلینڈ سے، اور امریکہ سے نہیں۔ انڈیا قوموں کے اس مجموعے کا حصہ ہے جو امریکہ کے ساتھ نہیں بلکہ انگلینڈ کے ساتھ ہے۔ آپ کی فوج کے افسران اور ماہرین امریکی نہیں بلکہ برطانوی ہیں۔

یہ تاریخی حقائق ہیں اور ان سے بچنا ناممکن ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کی پارٹی کو پوری دنیا میں سامراج کے خلاف جدوجہد کے تمام فرائض کا بوجھ خود پر ہرگز نہیں ڈالنا چاہیے۔ ایک فریضہ ادا کرنا ضروری ہے: انگریزی سامراج سے خود کو آزاد کروانا۔ یہ ہندوستان کا قومی فریضہ ہے۔ ہمیں جاگیردار طبقوں پر بھی ضرور غور کرنا چاہئے۔

بے شک، امیر کسان دشمن ہیں۔ لیکن جاگیرداروں کے خلاف جدوجہد کے ساتھ ساتھ امیر کسانوں کے خلاف بھی جدوجہد کرنا غیر دانشمندانہ بات ہو گی۔ ایک ساتھ دو بوجھ اٹھانا غیر معقول ہو گا، امیر کسانوں کے خلاف جدوجہد اور جاگیرداری کے خلاف جدوجہد۔ محاذ کو اس انداز میں تعمیر کرنا ضروری ہے کہ آپ کا دشمن دیوار سے لگے نا کہ آپ خود کٹ کر رہ جائیں۔

یہ کمیونسٹ پارٹی کی جدوجہد کو باسہولت بنانے کا ایک حربہ ہے۔ ایک بھی شخص، اگر وہ عقلمند ہے تو وہ سارا بوجھ اپنے اوپر نہیں لادے گا۔ یہ ضروری ہے کہ خود پر

صرف ایک فریضے کا بوجھ ڈالا جائے، جاگیرداری اور برطانوی سلطنت کی باقیات کی تحلیل کا بوجھ۔۔ جاگیرداروں کو الگ تھلگ کرنے، جاگیرداروں اور انگریزی سامراج کو ختم کرنے کے لئے، فی الحال دوسری سامراجی طاقتوں کے خلاف اقدامات نہ کریں۔ اگر آپ اس طرح سے اپنے راستے پر آگے بڑھتے ہیں تو اس سے معاملات آسان ہو جائیں گے۔

اب اگر امریکی اپنی ٹانگ اڑاتے ہیں تو پھر ان کے خلاف جدوجہد کرنے کی ضرورت ہو گی لیکن لوگوں کو معلوم ہو گا کہ آپ نے نہیں بلکہ وہ ہیں جنہوں نے حملہ کیا ہے۔ یقیناامریکیوں اور امیر کسانوں کا مقابلہ کرنے کا وقت آئے گا۔ لیکن یہ بعد میں ہو گا۔ ہر کسی کی باری آئے گی۔

گھوش: اب میں سمجھ گیا ہوں۔

ڈانگے: کیا اس سے امریکی سامراجیوں کے خلاف پروپیگنڈا اور احتجاجی کام انجام دینے میں اور ان کے خلاف جدوجہد کرنے میں رکاوٹ نہیں ہو گی؟

کامریڈ اسٹالن: بالکل نہیں۔ وہ عوام کے دشمن ہیں اور ان کے خلاف جدوجہد کرنا ضروری ہے۔

ڈانگے: میں نے یہ سوال اس لیے کیا کہ کوئی بھی امریکی سامراج کے خلاف

جدوجہد کے فرائض میں اس بات کو موقع پرستی سے تعبیر نہ کرے۔

اسٹالن: دشمن کو عقل مندی سے الگ تھلگ کرنے کی ضرورت ہے۔ آپ امریکیوں کے خلاف نہیں بلکہ انگریز سامراجیوں کے خلاف انقلاب کر رہے ہیں۔ اگر امریکی مداخلت کرتے ہیں تو پھر معاملہ مختلف ہو گا۔

راؤ: کسانوں کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے جو جاگیردارانہ استحصال میں مصروف ہے: وہ لیز پر زمین دیتے ہیں اور وہ سود خور ہیں۔ وہ عام طور پر زمینداروں کی طرفداری کرتے ہیں۔

کامریڈ اسٹالن: یہ اہم نہیں ہے۔ جاگیرداروں کو ختم کرنے کے اہم عمومی فریضے کے مقابلے میں یہ ایک مخصوص کام ہے۔ آپ کو اپنے پروپیگنڈہ میں جاگیرداروں کے خلاف بولنے کی ضرورت ہے لیکن خوشحال کسانوں کے خلاف نہیں۔ آپ کو ہرگز خود ہی امیر کسانوں کو جاگیرداروں کے ساتھ اتحاد کی طرف نہیں دھکیلنا چاہیے۔ جاگیرداروں کے لئے اتحادی پیدا کرنا ضروری نہیں ہے۔ گاؤں میں امیر کسانوں کا بہت اثر ورسوخ ہے، کسان سمجھتے ہیں کہ امیر کسان اپنی صلاحیتوں کی بدولت زندگی میں اپنا راستہ اختیار کرتا ہے، وغیرہ۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ امیر کسانوں کو کسان طبقے سے الگ ہونے کا امکان فراہم کیا جائے۔ کیا آپ کے جاگیردار امراء کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں؟

راؤ: ہاں۔

کامریڈ اسٹالن: کسان طبقہ امراء و اشرافیہ کو پسند نہیں کرتا۔ یہاں یہ بات سمجھنا ضروری ہے کہ جاگیرداروں کو کسان طبقے میں اپنے اتحادی بنانے کا موقع فراہم نہ کیا جائے۔

پنتیاہ: ہمارے درمیان قومی سرمایہ دار کے سوال پر الجھن موجود ہے۔ قومی سرمایہ دار کے تحت درست انداز سے کیا سمجھا جائے؟

کامریڈ اسٹالن: سامراج دوسرے ملک پر قبضے کی سیاست ہے۔ کیا آپ کا قومی سرمایہ دار دوسرے ممالک پر قبضہ کرنے کے بارے میں سوچتا ہے؟ اس دوران برطانوی سامراج نے ہندوستان پر قبضہ کر لیا۔ قومی سرمایہ دار، درمیانے اور بڑے، آپ کا قومی استحصال کرتے ہیں۔ یہ کہنا ضروری ہے کہ آپ ان کے تسلسل کے خلاف نہیں، بلکہ غیر ملکی دشمن کے، انگریز سامراجیوں کے خلاف ہیں۔

قومی سرمایہ داروں میں بہت سے ایسے عناصر ہیں جو خود کو آپ کے ساتھ متحد پاتے ہیں۔ اعلی قومی بورژوازی، یہ پہلے ہی سامراج کے ساتھ اتحاد میں ہے، لیکن یہ صرف ایک حصہ ہے اور اس کے علاوہ یہ بڑا حصہ نہیں ہے۔ سرمایہ دار طبقہ بنیادی طور پر ہندوستان کی مکمل خود مختاری کی جدوجہد میں آپ کی مدد کرنے میں

دلچسپی رکھتا ہے۔ یہ جاگیرداری ختم کرنے میں دلچسپی رکھتا ہے۔

سرمایہ داروں کو ایک مارکیٹ کی ضرورت ہے، ایک اچھی مارکیٹ کی۔ اگر کسانوں نے زمین حاصل کی تو ایک اندرونی منڈی پیدا ہو گی، ایسے لوگ پیدا ہوں گے جن کے پاس خریداری کرنے کی گنجائش ہو گی۔ پریس میں یہ سب واضح کرنا ضروری ہے۔ یہ آپ کے لئے فائدہ مند ہو گا تاکہ قومی بورژوازی انگریزوں کی طرف نہ جاسکے۔

آپ نے معاملات کو اس طرح ترتیب دینا ہے کہ انگریز سامراجیوں کو ہندوستان میں نئے اتحادی نہ مل سکیں۔ چین میں کسی بھی طرح سے بورژوازی کو بیدخل کرنے کے اقدامات نہیں کیے جارہے ہیں۔ چین میں صرف جاپانی املاک کو قومی حیثیت دی گئی، یہاں تک کہ امریکی کاروباری اداروں کو قومی نہیں بنایا گیا اور وہ کام کر رہے ہیں۔ اگر آپ کا انقلاب چینی نوعیت کا ہے تو آپ کو اس وقت وہ اقدامات نہیں اٹھانا چاہیں جو آپ کی بورژوازی کو انگریز سامراجیوں کی طرف دھکیل دیں۔۔

یہ ہے آپ کا چینی راستہ۔ چین میں قومی بورژوازی امریکی سامراجیوں کی طرف نہیں گئی اور اب وہ امریکی سامراجیوں کے خلاف آگے بڑھ کر چین کی عوامی حکومت کی مدد کر رہے ہیں۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ امریکی سامراجیوں کو چین میں الگ تھلگ کر دیا گیا ہے۔ ہندوستان کی تقسیم کے بارے میں، جو انگریزوں کی جانب سے منظم کی گئی دھوکہ دہی کا ایک حصہ ہے، اگر آپ کسی پروگرام کا مسودہ تیار کر رہے ہیں تو آپ کو وہاں یہ ضرور کہنا چاہئے کہ آپ کو

پاکستان، ہندوستان اور سیلون (سری لنکا) کے مابین ایک فوجی اور معاشی اتحاد کی ضرورت ہے۔

یہ تینوں ریاستیں، جو مصنوعی طور پر ایک دوسرے سے جدا ہوئیں، قریب تر آئیں گی۔ یہ عمل ان ریاستوں کے اتحاد کی صورت میں انجام پذیر ہو گا۔ اشتراک کے اس تصور کو لازما آگے لانا چاہیے۔ لوگ آپ کی حمایت کریں گے۔ پاکستان اور سیلون میں اشرافیہ اس کے خلاف ہو گی لیکن لوگوں کو ان کے بارے میں شکوک و شبہات ہیں۔ خاص طور پر بنگال میں یہ مصنوعی تقسیم واضح ہے۔ صوبہ بنگال پہلا موقع ملتے ہی پاکستان سے الگ ہو جائے گا۔

ڈانگے: قومی بورژوازی کی تفہیم کو ہمارے درمیان مستقل طور پر اس جذبے کے تحت لایا جاتا ہے: درمیانی بورژوازی کو قومی بورژوازی کہا جاتا ہے۔ ہندوستان میں بڑی بورژوازی انگریز سامراجیوں کی طرف بڑھ گئی ہے۔

کامریڈ اسٹالن: کیا آپ کے پاس ہندوستان میں ایسے بینک ہیں جو مکمل طور پر انگریزی ہیں؟

ڈانگے: ہاں، ہندوستان میں انگریزی بینک کے ساتھ ساتھ مشترکہ بینک بھی موجود ہیں۔ ہمارے پروگرام میں بڑے بورژوازی کو قومیانے کا مطالبہ ہے، جو کہ افسر شاہی (بیوروکریٹک) سرمایہ ہے۔

کامریڈ اسٹالن: یہ افسر شاہی سرمایہ نہیں بلکہ صنعتی تجارتی سرمایہ ہے۔ چین میں افسر شاہی سرمائے نے ریاست کے ذریعے دولت کمائی۔ یہ ریاست سے متعلق سرمایہ ہے اور صنعت سے بہت کم وابستہ ہے۔ امریکیوں کے ساتھ مراعات یافتہ معاہدوں کے ذریعے سن (سن یات سین) اور دوسروں نے پیسہ وصول کیا۔ چین میں بڑے صنعت کاروں اور تاجروں کے کاروبار: وہ بدستور قائم رہے ہیں۔ میں آپ کو یہ مشورہ نہیں دیتا کہ بڑے سرمایہ داروں کو بے دخل کر دیں چاہے وہ امریکی اور انگریزی بینکنگ سرمائے کے ساتھ اتحاد میں ہی کیوں نہ ہوں۔ خاموشی سے یہ کہنا بہتر ہو گا کہ جو بھی دشمنوں کی جانب جائے گا وہ اپنی جائیداد سے محروم ہو جائے گا۔ بے شک، اگر آپ کا انقلاب سرگرم ہو جاتا ہے تو پھر ایسے بڑے سرمایہ داروں کا ایک حصہ بھاگ کھڑا ہو گا۔ تب انھیں غدار قرار دے کر ان کی جائیداد ضبط کر لیں، لیکن میں صرف اس وجہ سے بڑے سرمایہ داروں کو بیدخل کرنے کی تجویز نہیں دوں گا کہ وہ انگریزی سرمائے سے اتحاد رکھتے ہیں۔ اگر آپ کے پروگرام میں بڑے سرمایہ دار کو بیدخل کرنے کا مطالبہ ہے تو ضروری ہے کہ اسے پروگرام سے نکال دیا جائے۔ آپ کو ایک نیا پروگرام یا عملی پلیٹ فارم تیار کرنا ہو گا۔ بڑے بورژوازی کو غیر جانبدار کرنے اور پوری قومی بورژوازی کے نوبٹہ دس حصے کو الگ کر لینے سے آپ کو فائدہ ہو گا۔ آپ کے لیے ضروری نہیں کہ مصنوعی طور پر اپنے لئے نئے دشمن بنائیں۔ آپ کے پاس ان میں سے بہت سارے پہلے ہی موجود ہیں: آپ کے بڑے بورژوازی کی باری

بھی آئے گی اور تب، یقیناً، آپ کو ان کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔ انقلاب کے مسائل کا فیصلہ مرحلہ وار ہوتا ہے۔ مراحل کو الجھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ضروری ہے کہ مراحل کا تعین کیا جائے اور دشمنوں کو علیحدہ علیحدہ شکست دی جائے۔ آج ایک، کل دوسرا، اور جب آپ مضبوط تر ہو جائیں تو آپ ان سب کو شکست دے سکتے ہیں، لیکن اس وقت آپ ہنوز کمزور ہیں۔ آپ کے لوگ ہمارے انقلاب کی نقل کرتے ہیں۔ لیکن یہ (انقلاب کے) مختلف مراحل ہیں۔ دوسری برادرانہ جماعتوں کے تجربے کو تنقیدی طور پر مد نظر رکھنے کی اور اسے ہندوستان کے مخصوص حالات کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے۔ آپ پر بائیں بازو سے تنقید کی جائے گی لیکن آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بخارن اور ٹراٹسکی نے بائیں بازو سے لینن پر تنقید کی، لیکن وہ مذاق بن کر رہ گئے۔ رانا دیو نے بائیں بازو سے ماؤ زے تنگ پر تنقید کی لیکن ماؤ زے تنگ درست تھا: اس نے اپنے ملک کے حالات کے مطابق عمل کیا۔ اپنی راہ پر چلیں اور الٹرا لیفٹسٹ شور شرابے پر توجہ نہ دیں۔

اب دوسرے سوال پر، چینی راہ کے بارے میں۔

میں سیاسی اور سماجی دائروں میں چینی راستے پر پہلے ہی بات کر چکا ہوں۔ یہ زرعی انقلاب ہو گا۔ مسلح جدوجہد کے بارے میں یہ کہنے کی ضرورت ہے کہ چینی مسلح جدوجہد کی بات نہیں کرتے تھے، انہوں نے مسلح انقلاب کی بات کی تھی۔ انہوں نے اسے آزاد کرائے گئے خطوں اور آزادی کی فوج کے ساتھ پارٹیسان

(Partisan) جنگ قرار دیا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلح انقلاب اور پارٹیسان جنگ کی بات کرنا ضروری ہے نہ کہ مسلح جدوجہد کی۔" مسلح جدوجہد "کاذکر سب سے پہلے کومنفارم کے اخبارات میں کیا گیا تھا۔ مسلح جدوجہد پارٹیسان جنگ سے زیادہ کی علامت ہے، اس کا مطلب ہے کسانوں کی پارٹیسان جنگ اور مزدوروں کی عام ہڑتالوں اور بغاوتوں کا مرکب۔ اپنی پیمائش میں ایک پارٹیسان جنگ مسلح جدوجہد کے مقابلے میں تنگ تر ہوتی ہے۔

چین میں مسلح انقلاب کا آغاز کیسے ہوا؟ 1926-27 میں چینی ساتھیوں نے کومنتانگ کو چھوڑ دیا۔ انہوں نے ایک علیحدہ کیمپ میں کومنتانگ کے خلاف 40-50 ہزار افراد کی فوج تیار کر کے اپنی جداگانہ شناخت کا اظہار کیا۔ یہ فوج پارٹیسان جنگ کی اساس تھی۔ انہوں نے شہروں اور ریلوے لائنوں سے بہت دور خود کو جنگلوں اور پہاڑوں میں چھپا لیا۔ یقیناً، جہاں جہاں چینی کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی موجود تھی وہاں اس کے ساتھ ساتھ بنیادی کیڈر بھی پائے گئے۔ چینی فوجِ آزاد کرائے گئے شہروں میں آباد نہیں ہو سکتی تھی اور اس کا گھیراؤ کرنا آسان تھا۔ گھیراؤ اور تباہی سے بچنے کے لیے اس نے شہروں اور ریلوے کو بہت پیچھے چھوڑ دیا اور آزاد پارٹیسان علاقوں کے ایک سلسلے کی بنیاد ڈالی۔ ان کا گھیراؤ کیا جاتا، پھر وہ اس گھیراؤ سے آزاد ہوتی، پرانے آزاد خطوں کو پیچھے چھوڑ کر وہ نئے خطے آزاد کراتی اور جنگ نہ کرنے کی کوشش کرتی۔ وہ جتنا آگے بڑھتی گئی چینی کمیونسٹ اسی قدر مزدوروں اور شہروں سے بیگانہ ہوتے گئے۔ یقیناً ماؤزے تنگ کی خواہش نہیں تھی کہ مزدوروں سے تعلقات ٹوٹ جائیں لیکن پارٹیسان

جنگ کی راہ اسے اس طرف لے گئی اور شہروں سے اس کا رابطہ ختم ہو گیا۔ یہ ایک تکلیف دہ ضرورت تھی۔ آخر کار، ینان میں یہ رابطے قائم ہوئے جہاں انہوں نے طویل عرصے تک اپنا دفاع کیا۔ انہوں نے کسانوں کو اپنے پاس بلایا، انہیں زرعی انقلاب برپا کرنا سکھایا، اپنی فوج کو وسعت دی اور اسے ایک سنجیدہ قوت میں تبدیل کر دیا۔ لیکن اس تمام عرصے میں انہوں نے اس منفی پہلو کو نظر انداز نہیں کیا جو پارٹیسان جنگ کی خاصیت تھی۔

ایک آزاد پارٹیسان خطہ کیا ہوتا ہے؟ ریاست میں یہ مکمل طور پر ایک جزیرہ ہوتا ہے، اس کا عقبی حصہ نہیں ہوتا، اس کا گھیراؤ کیا جا سکتا ہے اور ناطقہ بند کیا جا سکتا ہے: اس کا کوئی عقبی حصہ نہیں ہوتا جس کی جانب یہ جھک سکے۔ یہی ہوا۔ جب ینان کا گھیراؤ ہوا اور چینیوں کو بڑے جانی نقصان کے ساتھ وہ علاقہ چھوڑنا پڑا۔ اگر چینی کمیونسٹ یہ علاقہ عبور کر کے منچوریا جانے کا فیصلہ نہ کرتے تو یہ عمل طویل عرصے تک جاری رہ سکتا تھا۔ منچوریا پہنچ کر انہوں نے اپنی حالت کو تیزی سے بہتر کیا، دوستانہ ریاست کی صورت میں انہیں ایک عقبی حصہ میسر آیا۔ اب یہ ایک جزیرہ نہیں تھا بلکہ ایک جزیرہ نما جیسی کوئی چیز تھا جس کی ایک جانب سوویت یونین تھا۔ اس کے بعد چیانگ کائی شیک چینی پارٹیسانوں کا گھیراؤ کرنے کے امکان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ اور اس کے بعد ہی چینیوں کے لیے شمال سے جنوب کی جانب حملہ کرنے کا امکان پیدا ہوا۔ یہ ہے تاریخ۔ اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟ کسانوں کی پارٹیسان جنگ ایک سنجیدہ معاملہ ہے اور انقلاب کے لیے ایک بڑی کامیابی ہے۔ اس میدان میں چینیوں نے انقلابی عمل کے لیے نئی دریافتیں

کیں، خصوصاً پسماندہ ملکوں کے لیے۔ اور یقیناً، ایسے ملک میں جہاں 80 سے 90 فیصد آبادی کسان ہے اس میں ہر کمیونسٹ پر اس طریقہ کار کو اپنی جدوجہد کے اسلحہ خانے میں رکھنا فرض ہے۔ یہ ناقابل اختلاف بات ہے۔ لیکن چینی کامریڈوں کے اسی تجربے سے یہ نتیجہ بھی نکلتا ہے کہ آزاد علاقوں کے ساتھ پارٹیسان جنگ کے اپنے بڑے منفی پہلو بھی ہیں۔ یہ منفی پہلو یہ ہیں کہ پارٹیسان خطے ایسے جزیرے ہیں جن کا ناطقہ کبھی بھی بند کیا جا سکتا ہے۔ اس حلقہ بندی کو کامیابی سے توڑنا تبھی ممکن ہے جب ایک مستحکم عقبی حصہ تیار کیا جائے، ایک دوستانہ پڑوسی ریاست کے ساتھ ربط پیدا کیا جائے اور اس پر انحصار کرتے ہوئے اسے اپنے مستحکم عقبی حصے میں بدلا جائے۔ چینیوں نے منچوریا میں منتقل ہو جانے کا عقلمندانہ قدم اٹھایا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو میں نہیں جانتا کہ معاملات کا انجام کیا ہوتا۔ پارٹیسان جنگ میں کسی کے پاس اتنی طاقت نہیں ہوتی کہ وہ فتح حاصل کر سکے۔ پارٹیسان جنگ ناگزیر طور پر فتح تک تبھی لے جا سکتی ہے جب اس کا انحصار ایک دوستانہ ریاست پر ہو۔ یہ نہایت قابل ذکر بات ہے کہ جب تک چینی ساتھی منچوریا نہیں پہنچے، انہوں نے گھیراؤ کے ڈر سے، حملہ کرنے کی خواہش نہیں کی اور صرف اس منتقلی کے بعد ہی انہوں نے حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا اور چیانگ کائی شیک کے سپاہیوں کے خلاف کامیابیاں حاصل کیں۔ ہمیں پارٹیسان جنگ کے ان منفی پہلوؤں کا احاطہ کرنے کی ضرورت ہے۔ انڈیا میں کہا جاتا ہے کہ پارٹیسان جنگ انقلاب کی فتح حاصل کرنے کے لیے کافی ہے۔ یہ درست نہیں ہے۔ چین کے حالات انڈیا سے زیادہ سازگار تھے۔ چین میں ان کے پاس عوامی

لبریشن آرمی تیار تھی۔ آپ کے پاس کوئی تیار فوج نہیں ہے۔ چین کا ریلوے نیٹ ورک اتنا گھنا نہیں جتنا انڈیا کا ہے جو کہ پارٹیسان فوج کے لیے زیادہ سہولت کی بات تھی۔ آپ کے لیے پارٹیسان جنگ کی کامیابی کا امکان چین سے کم ہے۔ صنعتی تعلقات میں انڈیا چین سے زیادہ ترقی یافتہ ہے۔ ترقی کے لحاظ سے یہ اچھی بات ہے لیکن پارٹیسان جنگ کے اعتبار سے یہ بات بری ہے۔ خواہ کتنے ہی دستے اور آزاد علاقے تخلیق کر لیے جائیں، یہ سب محض جزیرے رہیں گے۔ آپ کے پاس ایسی کوئی دوستانہ پڑوسی ریاست نہیں ہے جس کی پشت پر آپ انحصار کر سکیں جیسا کہ چینی پارٹیسان کے لیے سوویت یونین کی ریاست تھی۔ افغانستان، ایران اور تبت، وہ علاقے جہاں تک پہنچنے سے چینی کمیونسٹ قاصر رہے ہیں۔۔۔ (ان کا) ایسا کوئی عقبی حصہ نہیں جیسے کہ سوویت یونین۔ برما؟ پاکستان؟ یہ سب زمینی محاذ ہیں جس کا مطلب ہے کہ صرف سمندر بچتا ہے۔ لہذا یہ ضروری ہے کہ کوئی راستہ تلاش کیا جائے۔

کیا آپ کو پارٹیسان جنگ کی ضرورت ہے؟ بلاشبہ آپ کو ضرورت ہے. کیا آپ کے پاس آزاد علاقے ہوں گے اور قومی آزادی کے لیے فوج ہو گی؟

آپ کے پاس ایسے علاقے ہوں گے اور ممکن ہے کہ آپ کے پاس ایسی فوج بھی ہو۔ لیکن فتح حاصل کرنے کے لیے یہ ناکافی ہے۔ آپکو پارٹیسان جنگ کو مزدوروں کے انقلابی اقدامات سے جوڑنے کی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر، پارٹیسان جنگ شاید اکیلے کامیاب نہ ہو پائے۔ اگر ہندوستانی ساتھی سنجیدگی سے ریلوے کے کارکنوں کی عام ہڑتال منظم کر سکتے ہیں جو ملک اور حکومت کی زندگی

کو مفلوج کر دے تو یہ پارٹیسان جنگ کے لئے ایک بہت بڑی مدد ثابت ہو سکتی ہے۔کسان کو لیجیے .... اگر آپ اس سے کہتے ہیں کہ یہ اس کی پارٹیسان جنگ ہے اور یہ سب اسے خود کرنا ہے تو کسان کہے گا کہ اس بو جھل جدوجہد کا بوجھ صرف مجھ پر کیوں ہے، مزدور کیا کریں گے؟ وہ انقلاب کا ساراوزن خود اٹھانے پر راضی نہیں ہو گا، وہ کافی ذہین ہے، اسے یہ جاننے کا شعور ہے کہ تمام برائیاں، ٹیکس وغیرہ، شہروں سے آتی ہیں۔ وہ شہروں میں اتحادی چاہے گا۔ اگر آپ اسے کہتے ہیں کہ وہ جدوجہد کا وزن مزدوروں کے ساتھ مل کر اٹھائے گا تو وہ اسے سمجھے گا اور قبول کرے گا۔ روس میں بھی ہمارے ساتھ ایسا ہی تھا۔ آپ کو نہ صرف کسانوں میں کام کرنے کی ضرورت ہے، نہ صرف پارٹیسان دستے تخلیق کرنے کی ضرورت ہے، بلکہ مزدور طبقے میں سنجیدہ شدید کام کرنے، ان کا اعتماد حاصل کرنے اور ان کی اکثریت کو جیتنے کی ضرورت ہے، آپ کو مزدوروں میں مسلح دستوں کی، مزدوروں اور ریلوے کارکنوں کی ہڑتالیں منظم کرنے کی اور شہروں میں مزدور دستے تیار کرنے کی ضرورت ہے۔ جب یہ دونوں دھارے آپس میں جڑیں گے تب ہی فتح کو محفوظ سمجھا جاسکے گا۔ آپ جانتے ہیں کہ 1905 میں روس میں زار (شہنشاہ) عوام سے مغلوب ہو گیا۔ اس نے پارلیمنٹ اور دیگر بہت سی آزادیاں دیں۔ زار کو پسپائی پر مجبور کر دیا گیا۔

کس چیز نے زار میں یہ دہشت پیدا کی؟ ریلوے کارکنوں کی ہڑتال نے! دارالحکومت کو ملک سے منقطع کر دیا گیا تھا، ریلوے کارکنوں نے پیٹرزبرگ میں صرف مزدوروں کے وفود کو جانے دیا اور سامان یا کسی اور چیز کے داخلے کی

اجازت نہیں دی۔

انقلاب میں ریلوے کارکنوں کی ہڑتالوں کی اہمیت بہت بڑی تھی اور اس سے پارٹیسان دستوں کو بہت مدد ملی۔

پھر فوجی گیریژنوں میں سپاہیوں میں کام۔ 1917 میں ہم نے سپاہیوں میں اس قدر پروپیگنڈہ کیا تھا کہ تمام دستے ہمارے ساتھ کھڑے ہو گئے تھے۔

کیا چیز سپاہیوں کو ہماری جانب لائی؟ زمین کا سوال۔ یہ ایسا ہتھیار تھا جس کا مقابلہ قازق سپاہی بھی نہ کر سکے جو کہ زار کے محافظ خاص تھے۔ صحیح سیاست کرنے کے لیے انقلابی مزاج کا بیج بونا پڑتا ہے اور رجعت پسند حلقوں میں اختلافات ابھارنے ہوتے ہیں۔

چین کا راستہ چین کے لئے اچھا تھا۔ لیکن یہ ہندوستان کے لئے کافی نہیں ہے جہاں شہروں میں مزدوروں کی جدوجہد کو کسانوں کی جدوجہد کے ساتھ جوڑنا ضروری ہے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ چینی ساتھی اس طرح کے امتزاج کے خلاف ہیں۔ یہ غلط ہے۔ کیا ماؤزے تنگ ناامید ہوتا اگر شنگھائی کے کارکنان اس وقت ہڑتال کرتے جب اس کی فوج نانکنگ کے لیے روانہ ہوئی، یا اگر مزدور اسلحہ ساز فیکٹریوں میں کام چھوڑ دیتے؟ بالکل نہیں۔ لیکن ایسا نہیں ہوا کیونکہ ماؤزے تنگ کے شہروں کے ساتھ تعلقات منقطع ہو گئے تھے۔ یقیناً ماؤزے تنگ خوش ہوتا اگر ریلوے کارکن ہڑتال کر دیتے اور چیانگ کائی شیک پروجیکٹائلز وصول کرنے سے محروم ہو جاتا۔ لیکن کارکنوں کے ساتھ تعلقات موجود نہیں تھے۔ یہ ایک تکلیف دہ ضرورت تھی، لیکن یہ کوئی مثالی بات نہیں تھی۔ یہ بات مثالی ہو گی

اگر آپ وہ کرنے کی کوشش کریں جو چینی ساتھی نہیں کر سکے یعنی کسانوں کی جنگ کو مزدور طبقے کی جدوجہد سے متحد کرنا۔

ڈانگے: ہم نے پارٹیسان جنگ کے نظریے کو تقریباً ایک ایسے نظریے میں بدل دیا جس میں مزدور طبقے کی شرکت کی ضرورت نہیں تھی۔

کامریڈ اسٹالن: اگر ماؤ زے تنگ کو یہ معلوم ہوتا تو وہ آپ پر لعنت بھیجتے۔ (قہقہہ)۔ آیئے اگلے سوال کی طرف چلتے ہیں۔ کیا نہرو حکومت کو اسی طرح انگریزی سامراج کی کٹھ پتلی سمجھا جاسکتا ہے جیسا کہ چیانگ کائی شیک کی کومنتانگ حکومت امریکی سامراج کی کٹھ پتلی تھی اور جیسا کہ فی الحال پلیوین کی فرانسیسی حکومت امریکی سامراج کی کٹھ پتلی ہے؟

میری سمجھ بوجھ کے مطابق، چیانگ کائی شیک کو اس وقت کٹھ پتلی نہیں سمجھا جاسکتا تھا جب وہ چین میں مقیم تھا۔ جب وہ فارموسا گیا تو وہ کٹھ پتلی بن گیا۔ میں نہرو کی حکومت کو کٹھ پتلی نہیں سمجھ سکتا۔ اس کی ساری جڑیں آبادی میں ہیں۔ یہ باؤڈائی کی حکومت کی طرح نہیں ہے.... باؤڈائی دراصل کٹھ پتلی ہے۔ لہٰذا نتیجہ یہ نکلا کہ انڈیا میں یہ ناممکن ہے کہ پارٹیسان جنگ کو جدوجہد کی بنیادی شکل سمجھا جائے، شاید اسے جدوجہد کی اعلیٰ ترین شکل کہنا ضروری ہو؟ جدوجہد کی مختلف شکلیں ہوتی ہیں جو اعلیٰ ترین شکل کی طرف لے جاتی ہیں۔ کسانوں کے لئے:

زمینداروں کا بائیکاٹ، زرعی مزدوروں کی ہڑتالیں، کرایہ دار کسانوں کی جانب سے محنت چھوڑ دینا، جاگیر داروں کے ساتھ انفرادی جھڑپیں، زمینداروں کی اراضی پر قبضہ اور پھر جدوجہد کی اعلی ترین شکل کے طور پر پارٹیسان جنگ۔

مزدور طبقے کے لئے: مقامی ہڑتالیں، شاخ کی ہڑتالیں، سیاسی ہڑتالیں، عام سیاسی ہڑتال ایک بغاوت کے دروازے کے طور پر، اور پھر جدوجہد کی اعلی ترین شکل کے طور پر مسلح بغاوت۔ لہذا یہ کہنا ناممکن ہے کہ ملک میں جدوجہد کی اصل ترین شکل پارٹیسان جنگ ہے۔ یہ کہنا بھی غلط ہے کہ ملک میں خانہ جنگی زوروں پر ہے۔ تلنگانہ میں زمین پر قبضہ کر لیا گیا لیکن یہ ناکافی ثابت ہوا۔ یہ ابھی بھی جدوجہد کے آغاز کی شروعات ہی ہے لیکن یہ اس جدوجہد کی اصل شکل نہیں ہے جس سے ہندوستان ابھی دور ہے۔ کسان کو چھوٹے سوالوں پر جدوجہد کرنا سیکھنا چاہئے -لیز کے کرایوں میں کمی، زمیندار کو ادا کیے جانے والے فصل کے حصے میں کمی وغیرہ۔ ایسے چھوٹے سوالوں پر کیڈروں کو تربیت دینا ضروری ہے اور فوری طور پر مسلح جدوجہد کی بات کرنا نہیں۔ اگر آپ وسیع مسلح جدوجہد شروع کرتے ہیں تو آپ کے لیے سنگین مشکلات پیدا ہو جائیں گی کیونکہ آپ کی جماعت کمزور ہے۔

یہ ضروری ہے کہ پارٹی مضبوط ہو اور عوامی جدوجہد کو درکار سمت میں موڑے اور بعض اوقات عوام کو بھی روک دے۔ ہم نے 1917 میں کیسے شروع کیا؟

فوج میں ہمارے بہت سے ہمدرد تھے، بیڑے میں، ہمارے پاس ماسکو اور لینن گراڈ کی سوویتیں تھیں۔ تاہم ہم نے کارکنوں کی بغاوت کی تحریک کو روک دیا۔ انہوں نے عارضی حکومت کو ختم کرنے کا مطالبہ پیش کیا۔ لیکن یہ ہمارے

منصوبوں میں اس وقت شامل نہیں ہوا کیونکہ اس وقت لینن گراڈ گیریژن ہمارے ہاتھ میں نہیں تھی۔ جولائی میں، پیٹلوف کی بڑی فیکٹری کے کارکنوں نے جہاں 40 سے 50 ہزار افراد کام کرتے تھے، مظاہرے شروع کیے جس میں ملاح اور فوجی شریک ہوئے۔ انہوں نے عارضی حکومت کا تختہ الٹنے کا مطالبہ کیا اور وہ ان مطالبات کے ساتھ مرکزی کمیٹی کی عمارت پہنچے۔ ہم نے انہیں روک لیا کیونکہ ہمیں معلوم تھا کہ جس سنجیدہ بغاوت کی ہم نے منصوبہ بندی کی تھی اس کے لئے تمام تیاریاں نہیں کی گئی تھیں۔ اس بغاوت کا معروضی عنصر موجود تھا، جب عوام نے پیش قدمی کی، لیکن بغاوت کا موضوعی عنصر نہیں تھا یعنی پارٹی ابھی تک تیار نہیں تھی۔

بغاوت کا سوال ایک مہینے میں ستمبر میں پیش کیا گیا۔ ہم نے بغاوت کو منظم کرنے کا فیصلہ کیا، لیکن یہ ایک نہایت اہم راز تھا۔ ہم نے اس کے بارے میں کچھ شائع نہیں کیا۔ جب پولٹ بیورو کے ممبران، کامینیف اور زینوویف بغاوت کے خلاف پریس میں اس کی مہم جوئی کی بات کرتے ہوئے بولے تو لینن نے انہیں غدار قرار دیا اور کہا کہ انہوں نے ہمارے منصوبے دشمن کے حوالے کر دیئے ہیں۔ لہذا بغاوت کے بارے میں کبھی چلانا نہیں چاہیے ورنہ بغاوت میں غیر متوقع ہونے کا عنصر ضائع ہو جاتا ہے۔

یہاں کامریڈ راؤ کہتے ہیں کہ لوگوں کے سامنے آ کر مسلح بغاوت کے بارے میں ان سے پوچھو... لیکن یہ کبھی نہیں کیا جاتا، کبھی بھی اپنے منصوبوں کے بارے میں شور شرابانہ کریں ورنہ وہ آپ سب کو گرفتار کر لیں گے۔ آیئے فرض کریں

کہ کسان کہتا ہے: ہاں ہمیں ایک بغاوت کی ضرورت ہے۔ لیکن اس کا اب بھی یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم لوگوں کی پیروی کریں، اور لوگوں کی دم کے ساتھ خود کو گھسیٹیں۔ قیادت اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ اپنے لوگوں کو ساتھ لے کر چلنا چاہیے۔ عوام بعض اوقات یہ کہتے ہیں کہ اپنے خطے کے حقائق اور واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ بغاوت کے لئے تیار ہیں لیکن بغاوت کی مجموعی حصولیابی کی پورے ملک سے مطابقت کے نقطہ نظر سے نہیں۔ اس سوال کا فیصلہ مرکزی کمیٹی کو کرنا ہوگا۔ اگر یہ واضح ہے تو ہم اگلے سوال پر جاسکتے ہیں۔

ہندوستانی ساتھی: ہاں، یہ واضح ہے۔

کامریڈ اسٹالن: آپ پوچھتے ہیں کہ پارٹی تنظیم کسی ایسے ممبر کو سزائے موت دے سکتی ہے جس کی پارٹی سے وفاداری پر شبہات پیدا ہوگئے ہوں۔ یہ نہیں کیا جاسکتا۔ لینن نے ہمیشہ یہ سکھایا ہے کہ سزا کی سب سے اعلی شکل جسے مرکزی کمیٹی انجام دے سکتی ہے وہ پارٹی سے اخراج ہے، لیکن جب پارٹی اقتدار میں آتی ہے اور پارٹی کے کچھ ممبر انقلاب کے قوانین کو توڑ دیتے ہیں تو پھر حکومت قانونی چارہ جوئی کو اپنی ذمہ داری سمجھتی ہے۔ آپ کی کچھ دستاویزات سے کوئی یہ دیکھ سکتا ہے کہ دشمن کے حوالے سے بعض ساتھی متواتر انفرادی دہشت گردی کی طرف مائل رہتے ہیں۔ اگر آپ ہم سے، روسی ساتھیوں سے، اس بارے میں پوچھتے ہیں تو ہمیں آپ کو یہ ضرور کہنا چاہیے کہ ہمارے درمیان پارٹی کو ہمیشہ

انفرادی دہشت گردی کی نفی کرنے کے جذبے سے تربیت دی جاتی ہے۔ اگر ہمارے ہی لوگ کسی جاگیردار کے خلاف جدوجہد کرتے ہیں اور وہ ایک تصادم میں مارا جاتا ہے تو ہم اس مسئلے کو تب تک انفرادی دہشت گردی نہیں سمجھیں گے جب تک عوام نے اس تصادم میں حصہ لیا۔ اگر پارٹی خود کسی جاگیردار کو قتل کرنے کے لئے دہشت گرد دستوں کا اہتمام کرتی ہے اور یہ کام عوام کی شرکت کے بغیر کیا جاتا ہے تو ہم ہمیشہ اس کے خلاف نکلتے ہیں کیونکہ ہم انفرادی دہشت گردی کے خلاف ہیں۔ انفرادی دہشت گردی کی اس طرح کی سرگرمیاں جب عوام غیر فعال حالت میں ہوتے ہیں تو عوام کی خود کام کرنے کی صلاحیت کو مار دیتی ہیں، عوام کی تربیت غیر فعالیت کے جذبے سے کرتی ہیں اور مزید یہ کہ عوام معاملات کا فیصلہ اس طرح سے کرتے ہیں: ہم سرگرمیوں میں مشغول نہیں ہوسکتے۔ یہ ہیروز ہیں جو ہماری طرف سے کام کریں گے۔ اس طرح، ایک ہیرو ہے اور دوسری طرف وہ بھیڑ ہے جو جدوجہد میں حصہ نہیں لے رہی۔ عوام کی سرگرمی کی تربیت اور تنظیم کے نقطہ نظر سے ایسا نظریہ بہت ہی خطرناک ہے۔ روس میں ایسی پارٹی تھی، سوشلسٹ انقلابی پارٹی، جس میں مرکزی وزیروں کو دہشت زدہ کرنے کے خاص دستے تھے۔ ہم ہمیشہ اس پارٹی کے خلاف نکلے۔ اس پارٹی نے عوام میں مقبولیت کھو دی۔ ہم ہیرو اور ہجوم کے نظریے کے خلاف ہیں۔

آپ یہ بھی پوچھتے ہیں کہ موجودہ وقت میں کوئی شخص ہندوستان میں زمین کے قومیانے کا سوال کس طرح اٹھائے؟

موجودہ مرحلے پر آپ کو یہ مطالبہ آگے بڑھانے کی ضرورت نہیں ہے، ایک طرف کبھی بھی جاگیرداروں کی اراضی کی تقسیم کے مطالبے کو پیش نہیں کریں اور ساتھ ہی یہ بھی کہیں کہ زمین ریاست کو ضرور دینا چاہیے۔ عوامی جمہوریت کے حامل ملکوں میں کہیں بھی زمین کو قومیانے کا اعلان نہیں کیا گیا اور اس سے بھی بڑھ کر چین میں۔ عوامی جمہوری ممالک میں اس مسئلے سے کس طرح نپٹا گیا؟ وہاں انہوں نے زمین کی خرید و فروخت پر پابندی لگا دی۔ قومیانے کی پالیسی پر عملدرآمد کا یہی طریقہ ہے۔ صرف ریاست ہی زمین حاصل کر سکتی ہے۔ انفرادی افراد کے ہاتھوں میں زمین کا جمع ہونا بند ہونا چاہیے۔ قومیانے کے مطالبے کو آگے بڑھانا ابھی آپ کے لیے نقصان دہ ہو گا۔

آپ کے کچھ ساتھیوں کا خیال ہے کہ ہندوستان میں خانہ جنگی شروع ہو چکی ہے۔ اس بارے میں ابھی کچھ کہنا قبل از وقت ہے۔ خانہ جنگی کے لیے حالات نشو ونما پاتے ہیں لیکن وہ اب تک پیدا نہیں ہوئے ہیں۔

اب آپ کو کیا کرنا چاہیے؟

یہ اچھا ہو گا اگر آپ کے پاس پروگرام جیسا کچھ ہوتا یا کوئی عملی پلیٹ فارم۔ یقینا آپ میں اختلاف ہو گا۔ ہمارے درمیان بھی اختلاف تھا لیکن ہم نے فیصلہ کیا کہ: جو بھی اکثریت کا فیصلہ ہو گا وہ قانون بن جائے گا۔ حتیٰ کہ وہ کامریڈ جو اکثریت کے فیصلے سے اتفاق نہیں کرتے تھے، ایمانداری کے ساتھ ان فیصلوں پر عمل کرتے تھے تاکہ پارٹی ارادے کی یکسوئی سے کام کرے۔ آپ سب بحث کی خواہش رکھتے ہیں۔ امن کے وقت میں یہ آپ کے لئے جائز ہو سکتا ہے لیکن آپ

کی طرف انقلابی صورتحال ترقی کررہی ہے اور آپ کو اپنے آپ کو اس آسائش کی اجازت نہیں دینی چاہیئے۔یہی وجہ ہے کہ آپ کی پارٹی میں بہت کم لوگ ہیں، آپ کی نہ ختم ہونے والی بحثوں نے عوام کو بے سمت کردیا ہے۔ 1903-1912 کے دور میں بالشویکوں نے اس حد تک کھلے مباحثے کیے جس حد تک زارشاہی کے تحت حالات میں ممکن تھا تاکہ منشویکوں کو نکال باہر کیا جاسکے جو کہ اس وقت ہماری پارٹی لائن تھی۔ لیکن آپ کی ایسی صورتحال نہیں ہے کہ جہاں پارٹی میں دشمن شامل ہوں۔ اس کے بعد جب ہم نے 1912 میں منشویکوں کو نکال دیا اور منشیکوں سے پاک پارٹی تشکیل دی تو پارٹی یکجا ہوگئی۔ تب بھی اختلافات باقی تھے –لیکن تب ہم چھوٹے حلقوں میں جمع ہوکر، مسئلے پر تبادلہ خیال کرکے اور اکثریت کے فیصلے کے مطابق کام کرتے تھے۔ بالشویکوں کے اقتدار میں آنے کے بعد ٹراٹسکی نے پارٹی پر وہ بحث تھوپی جسے ہم نہیں کرنا چاہتے تھے۔ ٹراٹسکی نے اشتعال انگیزی کے ساتھ کہا کہ پارٹی بحث نہیں کرنا چاہتی تھی گویا پارٹی سچائی کے خلاف لڑنا چاہتی تھی۔ ہم نے بحث کا آغاز کیا اور ٹراٹسکی کو شکست دی۔ لیکن یہ وہ مباحثہ تھا جس کے خلاف پوری جماعت کھڑی تھی۔اگر پارٹی کم و بیش متحد ہے اور اس میں نظریاتی اتحاد ہے تو ایسی پارٹی کو بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ بحث پرنٹ میں نہیں بلکہ چھوٹے حلقوں میں کرنے کی ضرورت ہے۔وہاں اکثریت کے ذریعہ جو فیصلہ کیا جاتا ہے وہی قانون ہے۔۔

گھوش: کامریڈ اسٹالن صحیح ہیں۔ کھلی بحث اب ہمارے لئے قابل قبول نہیں ہے۔

کامریڈ اسٹالن: ہماری پارٹی میں پارٹی کے 5،600،000 ممبر اور 800،000 امیدوار ممبر ہیں۔ امیدوار کی رکنیت کی کیا اہمیت ہے؟ پہلے ہم نے پارٹی میں ممبران کو داخل کرنے کے بجائے شمولیت کے خواہشمند افراد کی تصدیق کرنی تھی۔وہ کچھ چار سال یاپانچ سال تک انتظار میں رہے۔ ہم نے تصدیق کی، ہم نے انہیں تربیت دی۔ بہت سے لوگوں نے پارٹی میں شامل ہونے کی خواہش ظاہر کی لیکن پہلے ان کی تصدیق اور پھر تربیت ضروری تھی۔ ابتدائی سوشلسٹ تعلیم ضروری ہے اور پھر اس کے بعد داخلہ۔ ہمارے عمل میں امیدواریت کے ادارے نے خود کو جائز ثابت کیا ہے۔ پارٹی کے ارد گرد ہمدردوں کی ایک بڑی پرت ہے۔ لیکن ہمیں نئے ممبروں کے ساتھ پارٹی میں ہجوم نہیں بڑھانا چاہیے۔ ہمیں پارٹی کو حد سے زیادہ وسعت نہیں دینی چاہئے۔ اہم بات یہ ہے کہ داخلہ لینے والا شخص گہرے معیار کا حامل ہو، پارٹی ممبروں کی مقدار اہم نہیں۔

آپ مجھ سے یہ بھی پوچھتے ہیں کہ پارٹیسان جنگ کا ذمہ کن حالات میں لیا جائے۔ ترقی یافتہ سرمایہ دار ملکوں میں پارٹیسان جنگ کو کوئی خاص اہمیت حاصل نہیں ہو سکتی۔ یہاں پارٹیسان سپاہی جلد ہی پکڑے جاتے ہیں۔ درمیانے ترقی یافتہ اور پسماندہ ممالک میں پارٹیسان جنگ کی ایک نہایت خاص اہمیت ہے۔ مثال کے طور پر ریاستہائے متحدہ امریکہ یا جرمنی میں پارٹیسان جنگ کا آغاز کرنا بہت مشکل ہے۔ یہاں بنیادی طور پر بہت سارے بڑے شہر، ایک ترقی یافتہ ریلوے نیٹ ورک اور صنعتی خطے ہیں۔ ان حالات میں پارٹیسان سپاہی فورا پکڑے جاتے

ہیں۔ یہ ضروری ہے۔ اس لیے کہ عوام خود کو ہیرو سمجھے اور ہیرو افراد یہ سمجھیں کہ وہ ان کی خواہش کی تکمیل کر رہے ہیں، یہ ضروری ہے کہ دشمن کے خلاف انفرادی کارروائیاں عوام کی غیر فعالیت کے بجائے سرگرمی میں اضافے کی جانب لے جائیں۔ تلنگانہ میں جو کچھ شروع ہوا ہے اس کی ہر طرح سے حمایت کرنا ضروری ہے۔ یہ خانہ جنگی کی ابتدائی کونپلیں ہیں۔ لیکن کسی کو بھی صرف اور صرف پارٹیسان جنگ پر انحصار نہیں کرنا چاہیے۔ یہ یقیناً سہولت فراہم کرتی ہے لیکن خود اسے بھی مدد کی ضرورت ہے۔

عوام، مزدوروں کے درمیان ، فوج میں، دانشوروں، کسانوں کے درمیان، لوگوں کے درمیان بڑا کام ہونا ضروری ہے۔ اگر آپ مزدوروں میں مسلح دستے شامل کر لیتے ہیں تو وہ عمومی الجھن کی صورت حال میں صحیح موقع ملنے پر سرکاری اداروں پر قبضہ کر سکتے ہیں۔ لینن گراڈ میں ہمارے پاس مزدور محافظ تھے، ہم نے ان کو تربیت دی، اور شورش کے وقت مزدور ہمارے لئے بہت مددگار ثابت ہوئے، انہوں نے سرما محل پر قبضہ کر لیا۔ ہمارے کسان طبقے کو مزدوروں کی طرف سے بڑی مدد ملی۔ عام طور پر، معاشرے کے تمام طبقات میں سے کسانوں کو محنت کش طبقے پر بہت زیادہ بھروسہ ہے۔ مزدوروں اور کسانوں کی جدوجہد، کسانوں کی بغاوت اور مزدوروں کی مارچ، جدوجہد کی ان دو شکلوں کو متحد کرنا ضروری ہے۔

آپ کو انڈونیشیا کے واقعات یاد ہوں گے۔ انڈونیشیا میں کمیونسٹ پارٹی کی قیادت اچھی تھی، لیکن انھیں قبل از وقت بغاوت کرنے پر اکسایا گیا۔ وہ اچھے، افسانوی،

بہادر لوگ تھے، لیکن وہ مشتعل ہوئے اور ختم ہو گئے۔

اگر آپ کے پاس کوئی پلیٹ فارم یا سرگرمی کا پروگرام ہے تو اچھا ہو گا۔ زرعی انقلاب کو اس پلیٹ فارم یا پروگرام کا مرکزی نکتہ بنائیں۔

آپ مجھ سے نہرو کی خارجہ پالیسی کے کردار کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ یہ پینترے بازی پر مبنی ہے اور اس کا مقصد یہ ظاہر کرنا ہے کہ وہ امریکی پالیسیوں کے خلاف ہے۔ عملی طور پر نہرو حکومت انگلینڈ اور امریکہ سے کھیل رہی ہے۔

(ساتھی راؤ، ڈانگے، گھوش اور پنیا نے اس گفتگو کے لئے کامریڈ اسٹالن کا شکریہ ادا کیا اور اعلان کیا کہ کامریڈ اسٹالن کی ہدایت کی بنیاد پر وہ اپنی تمام سرگرمیوں پر نظر ثانی کریں گے اور ان ہدایات کے مطابق عمل کریں گے۔)

کامریڈ اسٹالن: میں نے آپ کو کوئی ہدایات نہیں دیں، یہ مشورہ ہے، یہ آپ کے لئے واجب نہیں ہے، آپ چاہیں تو اس پر عمل کریں یا چاہیں تو نہ کریں۔

(یہ گفتگو تین گھنٹے سے زیادہ جاری رہی۔)

نوٹ: اس گفتگو کا انگریزی ترجمہ مندرجہ ذیل ویب سائٹ پر پڑھا جا سکتا ہے:

https://revolutionarydemocracy.org/rdv12n2/cpi2.htm